eISSN: 2791-0342
pISSN:2791-0334

طنز کے بنیادی مباحث: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

.Basic Discussions of "Satire": A Research and Critical Review

ڈاکٹر محمد شہباز
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو
گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج سول لائنز، لاہور

Dr Muhammad Shahbaz
Assistant Professor, Urdu
Govt. Islamia Graduate College, Civil Lines, Lahore

ڈاکٹر گوہر اقبال
لیکچرار اُردو
گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج سول لائنز، لاہور

Dr Gohar Iqbal
Lecturer, Urdu
Govt. Islamia Graduate College, Civil Lines, Lahore

Abstract:

Undoubtedly, the feelings of satire and humor are an indispensable part of human life. If these emotions are excluded from human life, not only will this world become colorless and worthless, but in certain situations, people will descend into the abyss of despair and hopelessness. For this reason, it is said that the existence of "humor" as well as "satire" is indispensable for achieving an optimistic life. Keeping this in mind, in the article under study, scribe has tried to present the basic discussions of satire in a critical and research oriented way.

Key Words: Satire, Humour, Smile, Laugh, Guffaw, Joke

طنز کے لیے انگریزی میں "Satire" کا لفظ اِستعمال کیا جاتا ہے۔ "Satire" لاطینی زبان کے لفظ "Satura" سے مشتق ہے، جس کے معنی "پھلوں سے بھری طشتری" کے ہیں۔ درحقیقت انگریزی میں "Satire" کا جو مفہوم مراد لیا جاتا ہے، اِس کی مکمل یا مناسِب ترین ترجمانی اُردو کے کسی ایک لفظ میں تقریباً ناممکن ہے، تاہم عربی اور فارسی میں طنز کے اِظہار کے لیے چند متبادل الفاظ مثلاً: ہجو و ہجا، ہجو و ہزل، تعریض و تنقیص، طعن و طنز، مضحکات اور اِستہزا وغیرہ ضرور موجود ہیں، مگر اِس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ دیے گئے الفاظ "Satire" کے متبادل و مترادف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عام روِش یہی ہے کہ اپنی دانست، پسند اور ضرورت کے مطابق مذکورہ الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ یا الفاظ کی ترکیب اِستعمال کر لی جاتی ہے(۱)، لیکن حقیقت یہ ہے کہ "Satire" کے اُردو مفہوم کے طور پر طنز سے بہتر کوئی لفظ تا حال منظرِ عام پر نہیں آیا۔ واضح رہے کہ طنز ادب کی کوئی صنف نہیں، بل کہ اُسلوب کی ایک صفت کا نام ہے، جو ادب میں کسی بھی شخص یا قوم کی کج رویوں پر اہانت کے طور پر استعمال

کیا جاتا ہے۔ تعصب، تصنع اور ذہنی اِبتذال خواہ اُن کا تعلق مذہب سے ہو یا تہذیب و سیاست سے ایک طنز نگار اُنھیں اپنا ہدف بناتا ہے، گویا زندگی کی قابلِ ملامت حماقتوں، مضحکہ خیز پہلوؤں اور سماجی برائیوں پر مہذب اور لطیف پیرائے میں حقارت آمیز تنقید، ادبی اِصطلاح میں 'طنز' کہلاتی ہے۔(۲) عمدہ اور معیاری مزاح لکھنا گویا تنے ہوئے رسے پر بغیر کسی سہارے کے چلنے کا نام ہے۔ ایک چھوٹی سی غلطی مزاح نگار کو ابتذال و لغویات کی پاتال میں گرانے کے لیے کافی ہے۔(۳) بہ الفاظِ دیگر اعلیٰ طنز کے لیے ضروری ہے کہ اِسے کسی پردے یا تمثیل کے پیراے میں بیان کیا جائے۔(۴)

طنز ایک ایسا اثر آفریں حربہ ہے، جس میں تفننِ طبع سے کہیں زیادہ اصلاح کے پہلو پیش نظر رہتے ہیں۔ اِسی لیے طنز میں سنجیدگی کی موٹی تہہ بھی واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔ طنز چوں کہ سخت گیر مزاج کا حامل ہوتا ہے، اِس لیے طنز کو گوارا بنانے یا اِس کی زہرناکی کم کرنے کے لیے اِس میں مزاح کی شمولیت از حد ناگزیر ہے۔ طنز کو اگر سلیقے سے ادا نہ کیا جائے یا اِس میں لغزش کا مظاہرہ کیا جائے تو اِس کی افادیت کم و بیش دم توڑ دیتی ہے۔ طنز دراصل ہمدردانہ اصلاحی نقطۂ نظر سے اِنسانی کم زوریوں کو بے نقاب کرنے کا فن ہے۔(۵) ایک بہترین طنز نگار ہونے کا حق صحیح معنوں میں وہی ادا کر سکتا ہے، جو اپنے طنز کا ہدف بننے والے کی عزتِ نفس کا قدم قدم پر خیال رکھے، یعنی طنز نگاری میں ہمدردی کا جذبہ ضرور موجود ہونا چاہیے، کیوں کہ اگر ایسا نہ ہو تو طنز مخاصمت و عناد کی صورت اِختیار کر جاتا ہے۔(۶)

طنز ایک ایسا میٹھا زہر ہے، جس میں مزاح کرنے والا زندگی کے متعلقات کو برہمی یا نفرین کا اِظہار کرتے ہوئے کسی فرد کا اِس انداز میں مضحکہ اُڑاتا ہے کہ بادی النظر میں تو وہ ہنستا ہے، لیکن باطنی طور پر خجالت محسوس کرتا ہے، گویا زندگی کے ناپسندیدہ پہلوؤں، قابلِ نفرین رویّوں، سماجی برائیوں اور معاشرتی ناہمواریوں پر مزاحیہ انداز میں تنقید کرنا طنز کی ذیل میں داخل ہے، گویا طنز افراد اور سماج کی خرابیوں اور بے ڈھنگے پن کے احساس سے وجود میں آنے والا ایک ایسا ردِ عمل ہے، جس میں برہمی و بے زاری کا عنصر غالب ہوتا ہے۔(۷) طنز کو مزاح کے مقابلے میں برتری حاصل ہے، کیوں کہ مزاح تو ذرا سی مسکراہٹ دے کر غائب ہو جاتا ہے، مگر طنز قاری کو مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ غور و فکر پر بھی اُبھارتا ہے، تاہم ایک طناز کے لیے ضروری ہے کہ وہ جذبات کی رو میں بہہ کر تعصب، بغض، برہمی، غصہ اور ہسٹریائی کیفیات سے احتراز کرے۔ اچھے طنز نگار کا خاصہ یہ ہے کہ وہ روزمرہ زندگی کی ناہمواریوں کو کچھ اِس انداز میں پیش کرتا ہے کہ ایک طرف تو پڑھنے والے کو طنز کا نشتر بُرا محسوس نہیں ہوتا، دوسرے وہ اِس کے تضحیکی پہلو کی جانب سنجیدگی سے غور و فکر کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ مزید گفتگو سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ طنز کے معنی و مفہوم سے واقفیت حاصل کی جائے، تاکہ طنز کی تفہیم صحیح طور پر ممکن ہو سکے۔ انگریزی لغات میں طنز کے معنی یوں درج کیے گئے ہیں:

> "Mirth, Joking, Pleasantry, Ridiculling, Sneering, Taunting"(۸)

> "Satire is a mode of writing in which social affectation and vice are ridiculed. The satireist mocks individuals and the folly of society, the purpose being to correct conduct."(۹)

"یہ (طنز) شعری یا نثری وہ تخلیق ہے، جس میں روز مرہ کی کم زوریوں یا بے وقوفیوں کا کبھی کبھی کچھ حقیقتوں کے ساتھ مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ اِس کا مقصد کسی فردِ خاص یا افراد کے گروہوں کا مضحکہ اُڑانا ہوتا ہے۔" (۱۰)

فارسی لغت میں طنز کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں:

"فسوس کردن، ریشخند کردن، مسخرہ کردن، ناز کردن، طعنہ، سرزنش، نازو کرشم" (۱۱)

جب کہ اُردو کی مختلف لغات میں طنز کے معنی کچھ اِس طرح بیان کیے گئے ہیں:

"کسی پر ایسی چوٹ کرنا، جو ظاہر میں چوٹ معلوم نہ ہو، طعنہ، مضحکہ اُڑانے کے لیے کوئی بات کرنا۔" (۱۲)

"مو، مہنا، لعن طعن، آوازہ، مذاق، اشارے کنایے میں گفتگو، کسی خاص پہلو کی اصلاح کے لیے تحریر یا گفتگو میں دل پر بھرپور وار کرنا۔" (۱۳)

"نازو ادا، چھیڑ، تمسخر، ہنسی، ٹھٹھا، رمز کے ساتھ بات کرنا، طعنہ مہنہ، آوازہ توازہ، بولی ٹھولی" (۱۴)

"چبھتا ہوا مذاق، فقرے بازی، تمسخر آمیز تنقید، نشتریت، ایسا ادب جس میں خوش طبعی کے ساتھ چُبھتی ہوئی تنقید ہو۔" (۱۵)

"مذاق اُڑانا، چھینٹے دینا، فقرے کسنا، طنز کرنا" (۱۶)

"طعنہ، ٹھٹھ، تمسخر، رمز کے ساتھ بات کرنا" (۱۷)

"طنز، ہجو، ہجویہ نظم یا تصنیف، برائی، حماقت وغیرہ کو فاش کرنے، اِس کی مذمت اور تحقیر کرنے کے لیے رمز، طنز یا اِستہزا کا اِستعمال؛ نظم اور نثر کا ایک ادبی اسلوب، جس سے برائیوں، ناروائیوں اور حماقتوں کی تنفیر، تحقیر اور تضحیک کی جاتی ہے۔" (۱۸)

"چُبھتا ہوا مذاق، فقرے بازی، چھینٹے اُڑانا، تمسخر آمیز تنقید، نشتریت" (۱۹)

مختلف لغات میں طنز کے معانی و مفہوم کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر لغات میں محض لفظی معانی بیان کرنے پر ہی اِکتفا کی گئی ہے۔ طنز کی جامع تعریف کے ضمن میں مذکورہ لغات کا دامن بڑی حد تک تہی دکھائی دیتا ہے۔ اِس ضمن میں مغربی مفکرین کے خیالات و نظریات بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں، جن کا اجمالی جائزہ ذیل میں پیش ہے۔ مشہور انگریز نقاد جون ڈرائیڈن (John Dryden) (۱۶۳۱ء۔ ۱۷۰۰ء) کے نزدیک:

"ایک اچھے طنز کے خاتمہ کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اِس سے عیوب کی اصلاح ہو۔" (۲۰)

جوناتھن سویفٹ (Jonathan Swift) (۱۶۶۷ء۔ ۱۷۴۵ء) طنز کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"طنز ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں سوائے اپنے سب کی کمزوریاں دیکھی جاسکتی ہیں، یعنی طنز نگار ایک عیب جو ہے۔"(۲۱)

ڈاکٹر سیموئیل جانسن (Samuel Johonson) (۱۷۰۹ء۔۱۷۸۴ء) کے نزدیک:

"طنز کسی حماقت اور برائی کو ختم کرنے یارد کرنے کا نام ہے۔"(۲۲)

جی۔کے۔ چیسٹرٹن (G.K. Chesterton) (۱۸۷۴ء۔۱۹۳۶ء) کی رائے میں:

"ایک سؤر کو اِس سے بھی زیادہ مکروہ صورت میں پیش کرنا، جیسا کہ خود خدا نے اِس کو بنایا ہے طنز یا تضحیک (سٹائر) ہے۔" (۲۳)

رونالڈ۔اے۔ناکس (Ronald A. Knox) (۱۸۸۸ء۔۱۹۵۷ء) کا خیال ہے کہ:

"مزاح نگار خرگوش کے ساتھ بھاگتا ہے اور طنز نگار کتوں کے ساتھ شکار کھیلتا ہے۔"(۲۴)

ایم جان بلٹ (John Marshall Bullitt) (۱۹۲۱ء۔۱۹۸۵ء) طنز کو ایک "سماجی عدالت" کا مقام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"طنز کا مقصد سرکاری نظم و نسق یا مذہبی اداروں کی خامیوں کو اُجاگر کرنا ہوتا ہے۔ ریاستی قوانین تمام معائب اور احمقانہ حرکتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مذہبی قیود اِس وقت تک غیر مؤثر ثابت ہوتے ہیں، جب تک کہ فرد اُن کا ڈر نہ رکھتا ہو اور اُن کا احترام نہ کرے، لیکن طنز سے چوں کہ انسان شرم وحیا محسوس کرتا ہے، اِس لیے اِس کو ایک مؤثر "عدالت" کی سی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ طنز کے باعث شرم، ندامت اور تضحیک سے اِنسان کی اخلاقی حِس اُبھر آتی ہے اور وہ مذہبی قیود کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔"(۲۵)

بعینہٖ مشرقی ناقدین میں رشید احمد صدیقی (۱۸۹۲ء۔۱۹۷۷ء) طنز کی تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"طنز میں اِنتقام لینے اور کبھی کبھی اِنتقام میں ناکامی کا جذبہ شامل ہوتا ہے۔"(۲۶)

ڈاکٹر شوکت سبزواری (۱۹۰۸ء۔۱۹۷۳ء) کے خیال میں:

"طنز میں جتنی شدت ہوتی ہے اتنا ہی وہ کامیاب اور بھرپور سمجھا جاتا ہے، لیکن طنز کی یہ شدت، تیزی، بے دردی اور تلخی ایک اچھے اور بڑے مقصد کے لیے ہوتی ہے۔ طنز کی ادب میں اہمیت اِس کی مقصدیت کی وجہ سے ہے اور یہی مقصدیت ہے، جس کی وجہ سے طنز کی تلخی گوارا کر لی جاتی ہے۔"(۲۷)

ڈاکٹر وزیر آغا (۱۹۲۲ء۔۲۰۱۰ء) کی رائے میں:

"طنز جو بنیادی طور پر ایک ایسے باشعور، حسّاس اور درد مند اِنسان کے ذہنی ردِ عمل کا نتیجہ ہے، جس کے ماحول کو ناہمواریوں اور بے اعتدالیوں نے تختۂ مشق بنالیا ہو۔" (۲۸)

گویا طنز نگار حقیقت کی دُنیا سے الگ ہو کر اپنے طنز کی عمارت اِستوار نہیں کر سکتا، اگر وہ ایسا کرے گا تو اِس کا طنز اُتھلا رہ جائے گا، جس کی زندگی بڑی وقتی اور سطحی ہو گی۔ در حقیقت طنز نگار اپنے اِرد گرد کے ماحول اور اطراف و جوانب کے حقائق کو بیان کرنے کا امانت دار ہوتا ہے۔ وہ علائق کی دُنیا سے اجنبی ہو کر نہیں جی سکتا۔ اشعر ملیح آبادی (۱۹۲۶ء۔ ۱۹۵۰ء) کی رائے میں:

"طنز یہ ادب محض ہنساتا ہی نہیں، بل کہ اِس کی تہہ میں حزن کا ایسا پہلو پوشیدہ ہوتا ہے، جو آنکھوں میں آنسو لائے بغیر نہیں رہتا۔" (۲۹)

بہ قول نثار احمد فاروقی (۱۹۳۴ء۔ ۲۰۰۴ء):

"طنز یا مزاح بے معنی ہنسی کا نام نہیں ہے، یہ گہرے عرفانِ ذات یا معاشرے کے شعور سے پیدا ہوتا ہے۔" (۳۰)

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (پ۔ ۱۹۴۰ء) کے نزدیک:

"ظرافت کے مقابلے میں طنز سنجیدہ چیز ہے۔ یہ عموماً نفرت یا حقارت کی پیداوار ہوتی ہے۔ اِس کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے اور وہ ہے معاشرے کی لکیر سے ہٹ جانے والے پر ضربیں لگانا اور اِسے اِس لکیر پر واپس لے آنا۔ طنز نگار حماقتوں، برائیوں، گناہوں، بد دیانتیوں اور منافقتوں کو نفرت اور حقارت کے تیروں سے چھلنی کر دینا چاہتا ہے۔" (۳۱)

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی (پ۔ ۱۹۴۸ء) کا خیال ہے:

"طنز نگار ایک سماجی مصلح ہوتا ہے۔ وہ اپنی آنکھوں سے اُن نقائص اور عیوب کو دیکھتا ہے، جو روز بروز سماج میں جڑ پکڑتے جاتے ہیں۔ جب اِس کا پیمانۂ صبر لبریز ہو جاتا ہے تو جذبۂ نفرت جوش میں آتا ہے اور وہ اُن نقائص کی طرف اِشارے کر کے دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" (۳۲)

ڈاکٹر صابر کلوروی (۱۹۴۹ء۔ ۲۰۰۸ء) کے مطابق:

"طنز ایک طرح کی بے دردانہ تنقید ہے، جسے علمِ جراحی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ عام تنقید میں توازن ہوتا ہے، جب کہ طنز میں اعتدال قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ دوسرے لفظوں میں ہمارے چار سو جو بے اعتدالیاں اور ناہمواریاں نظر آتی ہیں، اُن پر برملا اِظہارِ خیال کرنا طنز ہے۔" (۳۳)

ادبیاتِ اُردو میں عمومی سطح پر طنز و مزاح کے جڑواں الفاظ ایک مرکب یا ترکیب کی صورت اِختیار کر چکے ہیں، حال آں کہ انگریزی ادب میں مزاح (Humour) اور طنز (Satire) اپنی الگ الگ اور انفرادی پہچان کے حامل الفاظ تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اِس بات کے اعتراف میں کوئی امر مانع

نہیں کہ جس قدر انگریزی زبان میں اِن دونوں الفاظ کو شرح وبسط کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اور ذاتی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، اِس قدر اُردو ادب میں نہیں ہوا۔ اِس کے باوصف اِن دونوں الفاظ کو ملا کر "طنز ومزاح" کو مخلوط انداز میں پیش کرنے کی روِش ادبیاتِ اُردو میں زیادہ مستعمل رہی ہے۔ اِس لیے یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ "طنز" اور "مزاح" گو کہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن ان دونوں کا باہمی انجذاب ضروری بھی نہیں ہے، یعنی دونوں ایک دوسرے کے بغیر بھی اپنی جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں اور اپنے انفرادی وجود کے ساتھ اپنی شناخت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ بلاشبہ طنز کے باطن میں اصلاح کے ساتھ ساتھ تضحیک و تحقیر اور نفرین کے عناصر بھی درپردہ موجود ہوتے ہیں، جو طنز کا نشانہ بننے والے کے نہاں خانوں میں ردِعمل کے جذبات کو فروغ دیتے ہیں، جب کہ مزاح کے عمل میں احساسِ نفرت کا شعلہ کلی سطح پر سرد رہتا ہے اور مزاح کا ہدف بننے والا لطف وحظ اُٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا، لیکن واضح رہے کہ طنز میں بھی مزاح کی موہوم سی زیریں لہر موجود ہوتی ہے، جو طنز کو نہ صرف طعنہ بننے سے روکتی ہے، بل کہ اِصلاح کا کام بھی بہ خوبی انجام دیتی ہے، گویا طنز میں مزاح محض اِس قدر ہونا چاہیے کہ طنز کی تلخی باقی نہ رہے۔(۳۴) کہا جا سکتا ہے کہ طنز کی رُوح تنقید میں پنہاں ہوتی ہے، جب کہ ظرافت کی رُوح تفریح کی گود میں پروان چڑھتی ہے۔(۳۵) یوسفی کا اپنا بیان ہے کہ:

> "طنز ومزاح کا جڑواں بچوں کی طرح اُردو زبان میں ہی تذکرہ ملتا ہے کسی اور زبان میں اِن دونوں چیزوں کا نام ساتھ نہیں لیا جاتا، کیوں کہ اِن دونوں کے مزاج بالکل مختلف ہیں۔"(۳۶)

مزاح میں جذبۂ ترحم، جب کہ طنز میں غصے اور حقارت کے ملے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں، جس کی بہ دولت مخاطب میں ناراضی، غصے اور دِل شکنی کا روّیہ جنم لیتا ہے، اِس لیے اعتدال پسند لکھاری مزاح کے ساتھ ساتھ طنز میں بھی تہذیب و شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ "طنز" اور "مزاح" اساسی طور پر دو مختلف النوع روّیے ہونے کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے لیے ناگزیر بھی ہیں۔ طنز اور مزاح کے باہمی رشتے میں قرب وبعد، یعنی دونوں قسم کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ بغرضِ تفہیم کہا جا سکتا ہے کہ بادی النظر میں یہ دونوں بُنے ہوئے کپڑے کی طرح معلوم ہوتے ہیں، جس میں دھاگوں کے باہمی اِنسلاک سے اِنتہائی نفیس اور دیدہ زیب کپڑا حاصل ہوتا ہے، یا دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ طنز اور مزاح نہ صرف ایک دوسرے کے مترادف ہیں، بل کہ ان کے وجود ایک دوسرے میں یوں جذب ہو چکے ہیں، جیسے ریت میں پانی۔ انگریزی ادب میں اِن دونوں کے دائرۂ عمل اور دائرۂ کار کی پہچان کسی قدر آسان ہے، تاہم اُردو ادب میں یہ دونوں ایک دوسرے میں اِس قدر پیوست ہو چکے ہیں کہ اِن کی الگ الگ شناخت کے لیے بعض اوقات بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری(۱۹۰۸ء۔۱۹۷۳ء) کے خیال میں:

> "طنز ظرافت سے بالکل الگ چیز ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اِس کا ظرافت سے تعلق ہے اور یہ تعلق بہت شدید اور گہرا ہے، لیکن طنز کا مفہوم کچھ اور ہے۔ ظرافت کم سے کم اِس حقیقت میں داخل نہیں۔ طنز ایک طرح کی تنقید ہے۔ ایک قسم کا عملِ جراحی ہے۔" (۳۷)

بعض ناقدین طنز کو مزاح سے برتر و اعلیٰ خیال کرتے ہیں، جب کہ بعض کی رائے میں مزاح کا درجہ طنز کے مقابلے میں بلند ہے اور بعض سخن وروں نے اِن دونوں کو ہم پلہ یا مساوی قرار دیا ہے۔ کچھ اہلِ نظر کا یہ بھی کہنا ہے کہ مزاح نگار صرف فطری دُنیا سے سروکار رکھتا ہے، جب کہ طنز نگار اپنے جذبات و احساسات اور ذات کا قتیل ہوتا ہے۔ آل احمد سرور (۱۹۱۱ء۔۲۰۰۲ء) کے نزدیک:

"طنز و ظرافت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اچھی ظرافت میں ایک پوشیدہ طنز ضرور ہوتی ہے۔ طنز کے لیے ظرافت ضروری نہیں۔" (۳۸)

بہ قول پروفیسر احتشام حسین (۱۹۱۲ء۔۱۹۷۲ء):

"اصل حقیقت یہ ہے کہ طنز کا وجود مزاح کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ ہاں مزاح طنز سے بالکل پاک بھی ہو سکتا ہے۔" (۳۹)

علی عباس جلال پوری (۱۹۱۴ء۔۱۹۹۸ء) کا کہنا ہے:

"طنز میں ایک گونہ جارحیت اور اذیت کوشی کا عنصر موجود ہوتا ہے اور مزاح میں اِنسان دوستی اور ہمدردی کا شائبہ پایا جاتا ہے۔" (۴۰)

مسٹر دہلوی (۱۹۲۳ء۔۱۹۸۸ء) کی رائے میں:

"طنز کو فطرتاً اصلاح پسند ہوتا ہے۔ لہٰذا ناہمواری معاشرے کے کسی بھی شعبے میں کیوں نہ ہو اِس کے خلاف جہاد کو وہ اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہے، جب کہ مزاح نگار فطری طور پر یہ عقیدہ رکھتا ہے:

Never take life seriously because you can never get out of it alive.

لہٰذا وہ سنگین سے سنگین خرابی کو بھی ہنس کر ٹال جاتا ہے۔ طنز گو کا یہ حال ہے:

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اور مزاح نگار اِس پر عمل پیرا ہے:

ع تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" (۴۱)

جب کہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (۱۹۲۴ء۔۲۰۰۷ء) کا کہنا ہے کہ:

"طنز میں ایک شدت اور تلخی ہوتی ہے۔ طنز نگار اپنی بات منوانے کے لیے ہر حربہ اِستعمال کرتا ہے۔ اِس کے برعکس ظرافت خوش مذاقی یا مزاح کی ایک ایسی صورت ہے، جس میں مزاح نگار زندگی کی بے ڈھنگی حالتوں کو ہمدردانہ شعور اور دوستانہ رنگ میں دیکھتا اور

دِل کش پیرائے میں بیان کرتا ہے۔ طنز اور ظرافت کے ملاپ سے وہ اعلیٰ درجے کا ادب پیدا ہوتا ہے، جو زندگی میں اصلاح کا نقیب ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کی مسرتوں میں اضافہ بھی کرتا ہے۔"(۴۲)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری (۱۹۲۶ء۔۲۰۱۳ء) کی رائے میں:

"اگر ہنسنے ہنسانے کا عمل صرف وقتی خوش طبعی اور بے ضرر دل لگی تک محدود ہو تو اِسے ظرافت کا نام دیا جاتا ہے، لیکن جب ظرافت کی تہہ میں شعوری اور لاشعوری طور پر آزارانہ یا اصلاحی مقصد پوشیدہ ہو تو اِسے طنز سے موسوم کرتے ہیں۔"(۴۳)

ڈاکٹر طاہر تونسوی (پ۔۱۹۲۷ء) طنز و مزاح میں اِفتراق کی لکیر کھینچتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"مزاح کا بنیادی مقصد شگفتگی پیدا کرنا ہے۔ اِس میں کبھی مزاح کے پیرائے میں اور کبھی طنز کے ایمائیے میں زندگی کی تلخ حقیقتوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ مزاح نگار کے سامنے اصلاح کا جذبہ نہیں ہوتا، وہ تو اپنے قاری کو صرف ہنساتا ہے۔ طنز نگار کے ہاں اصلاح بھی مقصود نظر آتی ہے اور وہ ہنسی کے ساتھ ساتھ اپنے انداز میں قاری پر ایسی ضرب لگاتا ہے، جو اِسے سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی حالت کو درست کرے۔ اِس حوالے سے طنز نگار یا مزاح نگار بے معنی ہنسی نہیں ہنستا، بل کہ عرفانِ ذات یا معاشرتی شعور کے پس منظر میں سماجی مسائل کو نشانہ بناتا ہے۔"(۴۴)

ڈاکٹر انور سدید (۱۹۲۸ء۔۲۰۱۶ء) کے مطابق:

"مزاح بالعموم اِسودہ اور طمانیت خیز مسکراہٹ کو کروٹ دیتا ہے اور واقعے کی ایسی صورت اُجاگر کرتا ہے، جو پہلے ہماری نظروں سے اوجھل تھی، لیکن اب جس کا اِنکشاف رُوح کو تازگی عطا کر دیتا ہے۔ اِس کے برعکس طنز میں نہ صرف نقطۂ اختلاف موجود ہوتا ہے، بل کہ اِس میں تعریف و تنقیص کا زاویہ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔"(۴۵)

بہ قول ڈاکٹر سلیم اختر (۱۹۳۴ء۔۲۰۱۸ء):

"اُردو میں طنز و مزاح کا ایک سانس میں یوں نام لیا جاتا ہے، گویا یہ مترادف ہوں، جب کہ ایسا نہیں۔ تلخی، اِستہزا، خشونت، نفرت کا تخلیقی اظہار طنز ہے۔ اگرچہ طنز ہنسی سے مشروط ہے، لیکن مزاح کی ہنسی میں تفنن ہوتا ہے اور خوش وقتی کے لیے بھی مزاح سے کام لیا جاتا ہے، لیکن طنز بغرضِ اصلاح ہوتی ہے۔ اِس لیے طنز نگار معاشرتی تضادات، افراد کی کرداری کجی، منافقت یا ہر وہ چیز، جسے وہ ناپسند کرتا ہو، طنز کا ہدف بنا کر اِس کا مضحکہ اُڑاتا ہے۔ اِس لیے بعض اوقات طنزیہ تحریر خاصی زہریلی تحریر ثابت ہوتی ہے۔"(۴۶)

ابوالکلام قاسمی (پ۔۱۹۵۰ء) کا کہنا ہے:

"ادبی صنف کے اعتبار سے اگر طنز و مزاح میں تفریق کرنے کی کوشش کی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ مزاح نگار زندگی کی ناہمواریوں سے محظوظ ہوتا ہے، جب کہ طنز نگار اِن ناہمواریوں سے نفرت کرتا ہے اور اس نوع کی ناپسندیدہ چیزوں کو اِستہزاء میں اُڑا دینے کی طرف مائل رہتا ہے۔"(۴۷)

ڈاکٹر شمع افروز زیدی (پ۔۱۹۵۳ء) طنز و مزاح کے باہمی قرب و بعد کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "طنز بحیثیت صنفِ ادب بڑا اہم اور اثر آفریں حربہ ہے۔ اِس کے ذریعہ طنز نگار اہلِ وطن کی دُکھتی ہوئی رگوں پر اُنگلی رکھتا ہے۔ اِس سے اُس کا مقصد تفریحِ طبع نہیں ہوتا، بل کہ قوم کی اِصلاح ہوتا ہے۔۔۔ اِس باعث اُسے خُوش گوار بنانے کے لیے مزاح کی چاشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مزاح کی آمیزش سے طنز کی تلخی کم ہو جاتی ہے، لیکن ادبیت کا اِمتزاج اِس کے چہرے پر نکھار لانے کے لیے لازمی ہے۔"(۴۸)

مجموعی اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ ادب میں فن کار کو بعض مواقع پر ضروری تادیب و سرزنش کے لیے طنز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، تاہم اِس کے برعکس مزاح کو ادب میں مستقل حیثیت حاصل ہے، تاکہ اُسلوبِ بیان شگفتگی و شائستگی کے زیرِ اثر رہے۔ مزاح طبیعت کو شگفتگی سے آراستہ کرنے کا عمل ہے، جب کہ طنز قاری کے ذہن میں غور و فکر اور اصلاحِ معاشرہ کے جذبات کو تحریک دیتا ہے۔ مزاح کے برعکس طنز زندگی کی ناہمواری کو زہرناکی سے دیکھنے اور اِس پر اِستہزائی نشتر چلانے کا عمل ہے۔(۴۹) دراصل جہاں سنجیدگی کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں، وہاں سے مزاح کا آغاز ہوتا ہے۔(۵۰)، یعنی ظرافت نگار خود بھی ہنستا ہے اور دوسروں کو بھی ہنسنے کی ترغیب دیتا ہے، لیکن طنز نگار معاشرتی ناہمواریوں اور ریاکاریوں کو دیکھ کر کسی قدر سیخ پا یا مشتعل ہو جاتا ہے۔ گویا کسی امر کو بہ صورتِ خندہ آور پیش کرنا مزاح، جب کہ طنز ضرب و زنش کا انداز لیے ہوئے ہوتا ہے۔(۵۱) اِس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ طنز بعض اوقات اِس قدر نیش آفریں ہو جاتا ہے کہ اِس سے لطف کی رُوح اور ہنسنے ہنسانے کی گنجائش بھی رُخصت ہو جاتی ہے اور بسا اوقات تو طنز اِس قدر ثقیل اور گراں باری کی صورت اِختیار کر لیتا ہے کہ اِس سے رحم و ہمدردی کی خواہش بھی دم توڑ دیتی ہے۔(۵۲) اِن دونوں کے درمیان یہی مرحلہ "مقامِ اِنقطاع" کہلاتا ہے، جہاں دونوں کے راِستے جدا ہو جاتے ہیں، تاہم واضح رہے کہ دونوں کا مقصد سماجی اصلاح کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ فرق صرف اِتنا ہے کہ مزاح نگار اِصلاح کاری کا عمل تبسم، مسکراہٹ اور ہنسی کے مرہم سے کرنا چاہتا ہے، جب کہ طنز نگار چیر پھاڑ یا عملِ جراحت کا راستہ اِختیار کرتا ہے۔ گویا اِصلاح و درستی کے خیال سے بشری کم زوریوں اور کوتاہیوں کو تضحیک و تحقیر کا نشانہ بنانا طنز کہلاتا ہے۔ مختصر یہ کہ طنز ایک ایسا محرک ہے، جس کے پسِ پردہ اصلاح و تہذیب کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے، جو تنقیدِ حیات کا فریضہ انجام دیتا ہے، تاہم اِس کے خمیر میں اگر مزاح کا رس موجود نہ ہو تو طنز راستے سے بھٹک کر بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔(۵۳)

(☆☆☆)

حوالہ جات

۱۔ رشید احمد صدیقی، طنزیات و مضحکات، دہلی: مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۱۱ء، ص۱۹

۲۔ عمر فاروق، ڈاکٹر، اِصطلاحاتِ نقد و ادب، دہلی: بھارت آفیسٹ، ۲۰۰۴ء، ص۱۸۶

۳۔ سلیم آغا قزلباش، "رائے"، مشمولہ، گستاخی معاف، مصنف: مظفر بخاری، لاہور: کاغذی پیرہن، ۲۰۱۴ء، ص۲۲۱

۴۔ ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، "شذرات"، مشمولہ، علی گڑھ میگزین (طنز و ظرافت نمبر)، ۱۹۵۳ء، ص۷

۵۔ محمد ارشد، ڈاکٹر، اُردو طنز و مزاح ابتدا و ارتقا، سنبھل: دانش محل سلیمان بک ڈپو، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲

۶۔ ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، "شذرات"، مشمولہ، علی گڑھ میگزین (طنز و ظرافت نمبر)، ص ۷

۷۔ قمر الہدیٰ فریدی، "اُردو کا طنزیہ و مزاحیہ ادب گُل افشانیٔ گفتار کی بعض جہتیں"، مشمولہ، فکر و نظر، جلد: ۵۳، شمارہ: ۲، جون ۲۰۱۶ء، ص ۹۴

۸-Duncan Forbses LLD.,Dictionary, Hindustani & English, London: WM. H. Allen & Co,1866, P. 520

۹-John Peck, Martin Coyle, Literary Terms And Criticism, London: Palgrave Macmillan, 2002, P. 170

۱۰-Oxford English Dictionary, Vol. II, P.119

۱۱۔ حسن عمید، فرہنگِ عمید (جلد سوّم)، تہران: مؤسسہ انتشارات امیر کبیر، ۱۳۶۵ھ، ص ۱۶۷۷

۱۲۔ مقبول بیگ، مرزا بدخشانی، اُردو لغت، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، س۔ن، ص ۲۵۸

۱۳۔ عبد الحق، پروفیسر، عصری لغت، دہلی: دہلی یونیورسٹی، ۱۹۹۷، ص ۲۸۰

۱۴۔ سیّد احمد دہلوی، مولوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد دوّم)، دہلی: ترقیِ اُردو بیورو، ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۳۶

۱۵۔ وصی اللہ کھوکھر، جہاں گیر اُردو لغت، لاہور: جہاں گیر بکس، س۔ن، ص ۹۷۵

۱۶۔ وحید الزماں قاسمی کیرانوی، مولانا، القاموس الوحید، لاہور: ادارہ اِسلامیات، ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۱۶

۱۷۔ علی حسن، محمد ظہور الحسن، جاوید حسین (مرتبین)، آئینہ اُردو لغت، لاہور: آئینہ بک ڈپو، ۲۰۰۰ء، ص ۱۱۳۲

۱۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی انگریزی اُردو لغت، اِسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء، ص ۱۷۵۹

۱۹۔ حقی، شان الحق، فرہنگِ تلفظ، اِسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ص ۲۹۲

۲۰۔ بحوالہ جاوید اختر، "طنز و مزاح کی ادبی حیثیت"، مشمولہ، ایوانِ اُردو، دہلی، جلد: ۳۱، شُمارہ: ۵، ستمبر ۲۰۱۷ء ص ۳۹

۲۱۔ بحوالہ حسن مثنیٰ، مجتبیٰ حسین اور فنِ مزاح نگاری، دہلی: نیو لائن پریس، ۲۰۰۳ء، ص ۷۴

۲۲۔ بحوالہ جاوید اختر، "طنز و مزاح کی ادبی حیثیت"، مشمولہ، ایوانِ اُردو، دہلی، ص ۳۹

۲۳۔ بحوالہ رشید احمد صدیقی، طنزیات و مضحکات، ص ۱۰

۲۴۔ بحوالہ بوگس حیدر آبادی (سیّد نصیر الدین)، فکر تونسوی شخصیت اور طنز نگاری، حیدر آباد: نیشنل پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۰ء، ص۲۸، ۲۷

۲۵۔M. John Bullit, Jonathan Swift and Anatomy of Satire, Cambridge: Harward University Press, 1953, P.88

۲۶۔ رشید احمد صدیقی، نقش ہائے رنگ رنگ (جلد اوّل)، مرتبہ: نظیر صدیقی، ملتان: کاروانِ ادب، ۱۹۷۷ء، ص ۱۵۲

۲۷۔ شوکت سبزواری، "اُردو شاعری میں طنز"، مشمولہ، طنز و مزاح (تاریخ، تنقید، انتخاب)، ترتیب و تہذیب: ڈاکٹر طاہر تونسوی، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء، ص ۱۰۶

۲۸۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور: مکتبۂ عالیہ، ۱۹۵۵ء، ص ۴۹

۲۹۔ اشعر ملیح آبادی، "اُردو ادب میں طنز و مزاح"، مشمولہ، ماہ نامہ نگار، لکھنؤ، ستمبر ۱۹۴۶ء، ص ۳۸

۳۰۔ نثار احمد فاروقی، "اُردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت"، مشمولہ، آج کل، دہلی، شُمارہ: ۱۹۷۴، ۱۰ء، ص ۱۲۹

۳۱۔ محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ، اکبر الہ آبادی تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۶ء، ص ۲۳۳

۳۲۔ مناظر عاشق ہرگانوی، ڈاکٹر، تنقید و تفہیم، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۴ء، ص ۶۰

۳۳۔ صابر کلوروی، ڈاکٹر، "اُردو ادب میں طنز و مزاح"، مشمولہ، خیابان، پشاور (اصنافِ نثر نمبر)، ۹۵۔۱۹۹۴ء، ص ۳۹۶

۳۴۔ عبد الغفار، محمد، "مزاح اور طنز"، مشمولہ، علی گڑھ میگزین (طنز و ظرافت نمبر)، ص ۲۳۵

۳۵۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، "اُردو میں طنز و مزاح کا آغاز"، مشمولہ، نیا دور، کراچی (۱۵ تا ۱۸)، س۔ن، ص ۳۳۳

۳۶۔ شفیع عقیل، ادب اور ادبی مکالمے، کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۲ء، ص ۱۹۶

۳۷۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، نئی پُرانی قدریں، کراچی: مکتبۂ اسلوب، ۱۹۶۱ء، ص ۹۳، ۹۴

۳۸۔ آلِ احمد سرور، تنقید کیا ہے؟ اور دوسرے مضامین، دہلی: مکتبۂ جامعہ لمٹیڈ، ۱۹۵۲ء، ص ۵۴

۳۹۔ احتشام حسین، سیّد، تنقید اور عملی تنقید، دہلی: آزاد کتاب گھر، ۱۹۵۲ء، ص ۳۴

۴۰۔ علی عباس جلال پوری، مقاماتِ وارث شاہ، لاہور: تخلیقات پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۱۴۴

۴۱۔ مسٹر دہلوی، "طنز و مزاح"، مشمولہ، سہ ماہی ادبیات، اِسلام آباد، جلد: ۱، شُمارہ: ۲، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء، ص ۲۵۹

۴۲۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، ظفر علی خاں ادیب و شاعر، لاہور: مکتبۂ خیابانِ ادب، ۱۹۶۷ء، ص ۲۱۱، ۲۱۲

۴۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو کی ظریفانہ شاعری، لاہور: فیروز سنز، ۱۹۸۸ء، ص ۲۸

۴۴۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، تحقیق و تنقید۔ منظر نامہ، لاہور: گورا پبلشرز، ۱۹۹۵ء، ص ۹۰

۴۵۔ انور سدید، ڈاکٹر، "کچھ مزاح کے بارے میں"، مشمولہ، سہ ماہی اجرا، کراچی، شمارہ: ۱۸، اپریل تا جون ۲۰۱۴ء، ص ۴۹۵

۴۶۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اِصطلاحات۔ توضیحی لغت، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص ۸۴

۴۷۔ ابوالکلام قاسمی (مرتب)، آزادی کے بعد اُردو طنز و مزاح، دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، ۲۰۰۸ء، ص XXII

۴۸۔ شمع افروز زیدی، ڈاکٹر، اُردو ناول میں طنز و مزاح، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۸۸ء، ص ۵۸

۴۹۔ انور سدید، ڈاکٹر، "طنز و مزاح"، مشمولہ، تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند (جلد ششم)، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۴ء، ص ۴۶

۵۰۔ اِنعام الحق جاوید، ڈاکٹر، گلہائے تبسّم، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۲۵

۵۱۔ توقیر احمد خان، "آزادی کے بعد اُردو شاعری میں طنز و مزاح"، مشمولہ، اُردو ریسرچ جرنل، دہلی، جلد: ۱، شمارہ: ۱، فروری، اپریل ۲۰۱۴ء، ص ۲۶

۵۲۔ اسلم قریشی، ڈاکٹر محمد، ڈرامانگاری کا فن، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۳۰۳

۵۳۔ جاوید اختر، "طنز و مزاح کی ادبی حیثیت"، مشمولہ، ایوانِ اُردو، دہلی، ص ۳۹

(☆☆☆)